چنگاریاں

محبت کی خاموش چنگاریاں ہیں

خاموشؔ مدنپوری

تعارُف

حکیم سید جمیل الرحمن صاحب خاؔموش مدن پوری ایک جانے پہچانے اور اردو ادب کے مشہور شاعر و ادیب ہیں۔ آپ کو اوائل عمری ہی سے "اُردو زبان" سے دلچسپی اور مذاق شعر و سخن سے وابستگی رہی، آپ کی غزلیں بڑی رنگین اور لطیف ہوتی ہیں۔ انداز بیان اتنا شستہ ہے کہ کلام سن کر طبیعت پھڑک جاتی ہے۔

آپ عرصہ سے شعر و شاعری کرتے ہیں مگر بہت کم اخباروں یا رسالوں میں اپنی تخلیقیں شایع کراتے ہیں۔ میں نے آپ کی ذاتی بیاض کا مطالعہ دوران رہائش مدن پور کیا۔ دراصل آپ چھپے ہوئے درویش اور گدڑی میں لعل کی مصداق خاموش ہیں آپ کے کلام کا کچھ ٹھوس انتخاب کر کے بعنوان "چنگاریاں" ہدیۂ ناظرین ہے۔

آپ کی گراں قدر رائے کا منتظر

خلوص آگیں۔ ایم ذکی قمرؔ ساجدی بلیاوی

مدرسہ عربیہ انجمن اسلامیہ مدن پور ضلع دیوریا۔

میں خاموشؔ مدنپوری ہوں۔



دیوریا ضلع یوپی کے قصبہ مدن پور کا رہنے والا ہوں۔ سند یافتہ حکیم ہوں۔ طبابت میرا خاص پیشہ ہے۔ دوسرے کے لئے میں چارہ گر اور چارہ ساز ہوں۔ مگر میرے درد کا کوئی علاج نہیں۔

دل کے بجتے ہوئے ساز پر عالم جوانی وشباب میں کبھی کوئی ٹھیس لگ گئی تھی۔ اسی درد بھرے نغموں کی روانی میں جی رہا ہوں۔ مذاق شاعری اسی چوٹ کے گہرے اثرات کا عکس وردِ عمل ہے۔ غزلیں ضرور لکھتا ہوں۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس

میں کچھ سازِ نغمگی بھی ہے کہ نہیں۔ بیاض میں کافی غزلیں نظمیں موجود ہیں لیکن شعرگوئی یا ادب سے میرا لگاؤ صرف اسی حد تک وابستہ رہا کہ میں کچھ لکھ کر بستۂ خاموشی میں رکھتا گیا۔ کبھی اشاعت اور طباعت کا خیال ہی ذہن و افکار میں نہیں آیا۔ دوستوں کے اصرار پر کبھی کبھار کوئی غزل یا افسانہ رسالوں یا ادبی پرچوں میں بھیج دیا جو شایع ہو گیا ورنہ اس کے لئے کبھی سرگرداں اور کوشاں نہیں رہا۔

میرے محترم عزیز دوست جناب قمرؔ ساجدی صاحب بلیاوی کی ادبی کاوشوں اور مذاق شعرگوئی کا کون مداح نہیں ہے۔ موصوف نے اس طرح سے تحریک کی اور میرے ذوق کو ابھارا کہ میں آج آپ حضرات کے سامنے ایک مختصر سا مجموعہ کلام گلدستہ کے طور پر لے کر کھڑا ہوا ہوں۔

محترمی جناب قمرؔ ساجدی بلیاوی کا میں ممنون و مشکور ہوں کہ انھوں نے اس ترتیب میں میری حوصلہ افزائی کی اور میری ادبی کاوشوں کو منظرِ عام پر لانے میں میری خاطر خواہ مدد کی۔

فقط خلوص کار

خاموش مدن پوری

مجھ کو تو موسمِ برسات پہ رونا آیا

اپنے بگڑے ہوئے حالات پہ رونا آیا
عشق میں دل کو ہر اک بات پہ رونا آیا
شمع بھی جل گئی پروانوں کی سوزش کے ساتھ
جب سحر ہو گئی تب رات پہ رونا آیا
طور کا قصّہ نہ ہو جائے کہیں پھر تازہ
جذبۂ شوقِ ملاقات پہ رونا، آیا
صبحِ میخانہ کا اللہ نگہبان ہوگا
جب مجھے شام خرابات پہ رونا آیا
دل کا اک پھول بھی نہ کھل سکا اس سے افسوس
مجھ کو تو موسمِ برسات پہ رونا، آیا
آخری وقت وہ بالیں پہ کھڑے ہیں خاموش
اس حسیں پُرششِ حالات پہ رونا آیا

حسرتوں کے دیئے

مجھ کو رونا پڑا مسکرانا پڑا
عشق میں ہر طرح سے نبھانا پڑا
سوز فرقت میں آنسو بہانا پڑا
دل کو انمول موتی لٹانا پڑا

مے کدے جا کے آداب میخانہ میں
احتراماً مجھے لڑکھڑانا پڑا

فرط رقت میں دل نے بھرم رکھ لیا
ان کو دیکھا مگر مسکرانا پڑا

آنچ آنے نہ دی صحن گلزار پر
مجھ کو اپنا نشیمن جلانا پڑا

کتنے مجبور الفت تھے خاموش ہم
دل تو رویا ہمیں مسکرانا پڑا

قفس میں آشیانہ

کچھ اپنی بے بسی کا ایسا ہی ہے فسانا
ہنسنے نہ دے محبت رونے نہ دے زمانا

اچھا ہے فرطِ غم میں رونے نہ دے زمانا
دل خود ہی سیکھ لے گا اک روز مسکرانا

برتاؤ دشمنی کے انداز دوستانا
کتنا حسیں تجاہل اور وہ بھی عارفانا

بکھرا کے گیسوؤں کو بالیں پہ ان کا آنا
بے چین آنسوؤں کو خود مل گیا، بہانا

بجلی کی زد سے شاید محفوظ رہ سکیں ہم
کچھ سوچ کر قفس میں رکھا ہے آشیانا

اٹھ جائے درمیاں سے جو پردۂ تعین
خاموش خود جبیں تک آ جائے آستانا

اندھیرے اور اجالے

ٹوٹ جائیں گے خود ہی یہ چھالے
کون خارِ مغیلاں ، نکالے
چاندنی رات کی چھاؤں لے کر
اپنی زلفِ سیہ میں چھپالے
نقشِ پا ہی میں دیر و حرم ہے
جیسی تصویر چاہے بنالے
رخ پہ لہرا رہے ہیں وہ گیسو
کچھ اندھیرے ہیں کچھ ہیں اُجالے
کرلیا میں نے خونِ تمنّا
کوئی ہاتھوں میں مہندی لگالے
میری قسمت میں رونا لکھا ہے
جتنا جی چاہے تو مسکرالے
جان خاموش نے آج دے دی
دل تو کر ہی چکا تھا حوالے

آنسوؤں کی کمی

دل تجھے بے کلی نے لوٹ لیا
مستقل زندگی نے لوٹ لیا
چاند کو چاندنی نے لوٹ لیا
پھول کو دلکشی نے لوٹ لیا
بجلیاں گر پڑیں نشیمن پر
اِک ذرا سی ہنسی نے لوٹ لیا
دیکھ کے ان کو پیاس ہو گئی کم
حسرتِ تشنگی نے لوٹ لیا
مدعا رہ گیا لبوں کے قریب
اپنی وارفتگی نے لوٹ لیا
"فرط رقت میں رہ گیا خاموش"
آنسوؤں کی کمی نے لوٹ لیا

کچھ ہے حقیقت کچھ افسانہ

جام و سبو شیشہ پیمانہ
سب ہے فروعات میخانہ
سن نہ سکے روداد قفس ہم
ہوش میں آیا تھا دیوانہ
کلیوں کا معصوم تبسّم
کچھ ہے حقیقت کچھ افسانہ
پہلے جلا کرتی ہے شمع
بعد میں جلتا ہے پروانہ
مستی کا طوفان لئے ہے
ان کی نگاہوں کا مے خانہ
جھوم اٹھیں متوالی گھٹائیں
کس نے کیا باتوں میں نشانہ
آیا ہے خاموش یہ عالم
آج ہے اپنا بھی بے گانہ

شمع کب تک کہے گی فسانہ

یہ گھٹا اور موسم سہانا
اور ادھر جام کا ٹوٹ جانا
سیکھ لوں گا میں خود مسکرانا
جب نہیں رونے دے گا زمانہ
اب تو پروانے سب سو گئے ہیں
شمع کب تک کہے گی فسانا
کچھ بہار آ رہی ہے خزاں میں
پہلے ہنس دو تب آنسو بہانا
میرے رونے کا انداز دیکھو
بھول جاؤ گے خود مسکرانا
رات میں جیسے ہو چاند نکلا
زلف برہم کئے ان کا آنا
سو گئے چاند تارے بھی خاموش
اپنی زلفوں میں تم کرلو شانا

مجبوریاں

حالِ دل بھی کہا نہیں جاتا
اور چپ بھی رہا نہیں جاتا
ہائے مجبوریاں محبت کی
جی رہا ہوں جیا نہیں جاتا
بے حجابی میں ہے کمال حجاب
ان سے ذوقِ حیا نہیں جاتا
آنسوؤں کی کمی رلا نہ سکی
اور ہنسوں تو ہنسا نہیں جاتا
واہ ری تلخئ شرابِ زیست
پی رہا ہوں پیا نہیں جاتا
زلفِ برہم کا شام سے لے کر
صبح تک سلسلا نہیں جاتا
کچھ حقیقت کرو بیاں خاموشؔ
اب فسانا سنا نہیں جاتا

شمع پروانے

ہم شبِ ہجر آنسو بہاتے رہے
اور تارے جو تھے جھلملاتے رہے
دل ہمارا محبت میں روتا رہا
ہم بہ ظاہر مگر مسکراتے رہے
معصیت کوش چیتوں ڈیا لے گئی
ہم گناہوں سے دامن بچاتے رہے
موسمِ گل کی افسردگی دیکھ کر
ہم خزاں ہی سے دامن بچاتے رہے
نقشِ پا ہی میں دیر و حرم مل گیا
ہر قدم پر جبیں ہم جھکاتے رہے
شمع پروانے خاموش سب سو گئے
رات بھر ہم کہانی سناتے رہے

یادوں کے جگنو

ہم ان کے رہ گئے وہ ہمارے نہیں رہے
ہم پھر بھی دل کی بازی میں ہارے نہیں رہے
شامِ الم کے کوئی سہارے نہیں رہے
مہتاب چھپ گیا ہے ستارے نہیں رہے
یہ بھی تھا اتفاق شبِ انتظار میں
آنسو بھی آج ساتھ ہمارے نہیں رہے
جگنو تمہاری یادوں کے دل میں جلا گئے
رات آسمان پر جو ستارے نہیں رہے
پروانے ختم ہو گئے اور بجھ گیا چراغ
اک رات بھی فراق کے مارے نہیں رہے
رنگِ شفق بھی خونِ تمنا میں مل گیا
غمگین شام کے بھی نظارے نہیں رہے
بحرالم کی بات نہ خاموش سے تو پوچھ
طوفان رہ گیا ہے کنارے نہیں رہے

اجڑی بہاریں

ان کی یادیں دل میں روشن ہیں شراروں کی طرح
وادیٔ دِل ضو فشاں ہے لالہ زاروں کی طرح
اک دفعہ تو ہم فریبِ رنگ و بو سے بچ گئے
پھر خزاں آئی ہے گلشن میں بہاروں کی طرح
گریۂ پیہم ہے ان کی یاد میں آٹھوں پہر
اشکِ غم بہنے لگے ہیں آبشاروں کی طرح
فصلِ گُل آنے سے پہلے ہی کلی مرجھا گئی
ہے جوانی اب انھیں اجڑی بہاروں کی طرح
رات بھر کے واسطے وہ رات کی رانی رہی
صبح کو مسلی ہوئی تھی وہ بھی ہاروں کی طرح
گل کدہ بھی تجھ کو اے خاموش ہے کنجِ قفس
پھول کی رنگینیاں ہیں تجھ کو خاروں کی طرح

طور و چلمن

یاد جب آ گئی ان کی چتون
تھرتھرا اٹھا دِل کا نشیمن
برق سے آہ کا کیا تقابل
ہم نے خود پھونک ڈالا ہے گلشن
اب چمن میں بہار آئی ہے
جل گئی جب کہ شاخِ نشیمن
ہم بناتے ہیں اک طور دل میں
ان سے کہہ دو اٹھائیں نہ چلمن
پہلے جلتی ہے برق تپاں خود
اس کا ردّ عمل سوزِ خرمن
کوئی افتاد پھر ہو گی شاید
بڑھ رہی ہے مرے دل کی دھڑکن
حالِ دِل کچھ نہ خاموش پوچھو
دل نہیں حسرتوں کا ہے مدفن

بہار تک نہ پہونچے

رہے ذوقِ جستجو میں ترے پیار تک نہ پہونچے
تری رس بھری جوانی کے نکھار تک نہ پہونچے
ابھی مے کشی ہماری ہے خرد کی سرحدوں میں
کبھی ہم بہک گئے بھی تو خمار تک نہ پہونچے
تجھے پا کے بھی تو ظالم نہ سکون پا سکے ہم
کہ قرار دل میں لے کے بھی قرار تک نہ پہونچے
کئی بار موسمِ گل نے چمن کو زندگی دی
جو تھے گل خزاں رسیدہ وہ بہار تک نہ پہونچے
یہ کمال بندگی کا تھا ہمارا ایک خاموش
رہے نور کے پجاری کبھی نار تک نہ پہونچے

مری سو گئی جوانی

مرے اشک ہی کریں گے مرے غم کی ترجمانی
مری بجھ گئیں امنگیں مری سو گئی، جوانی

یہ الم نقیب آنکھیں مجھے اس لئے ہیں پیاری
کہ سمٹ کے ان میں برسوں رہی غم کی بے کرانی

کوئی سن کے رو رہا ہے کوئی سن کے ہنس رہا ہے
مری موت ہے فسانہ مری زندگی، کہانی

بڑی دل نشیں تمنا ہے کبھی ملوں گا تم سے
تمہیں پا کے کیوں مٹادوں وہ حسین شادمانی

ترے صبح کی اداسی نے کیا ہے راز افشار
نہیں کس کو یہ خبر تھی تری شام تھی سہانی

غم معصیت پسندی پہ نہ رو تو اتنا خاموش
ترے جذبۂ ندامت نے کیا ہے خون پانی

شامِ غربت

پائمالِ گردشِ ایام ہوں
مبتلائے سوزشِ آلام ہوں
صبح ہو سکتی نہیں جس کی کبھی
میں اسی غربت زدہ کی شام ہوں
اک نگاہِ لطف ساقی کے لئے
سارے میخانے میں میں بدنام ہوں
بدنما دھبّہ جوانی کے لئے
اور الفت کے لئے الزام ہوں
ابتدا اور انتہا دونوں سے موت
میں اسی آغاز کا انجام ہوں
آہ کھینچوں تو بہاریں جل اٹھیں
میں خزاں کا غم نشیں پیغام ہوں
کیجئے خاموش کب تک عرضِ حال
مختصر یہ کہ بہت بدنام ہوں